لفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد اعظم اکوڑہ خٹک

این۔ پی۔ ٹی، سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی اور اس کے مضمرات

۱۹۶۸ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے امریکہ، برطانیہ اور روس کا تیارکردہ ایک مسودہ منظور کیا جس میں دنیا کے جوہری ہتھیار رکھنے والے اور نہ رکھنے والے ممالک کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ وہ پانچ ممالک جنکے پاس ایٹمی ہتھیار تھے انکو P-5 کا نام دیا گیا اور انہیں جوہری ہتھیار رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔ باقی تمام ممالک کو ہدایت کی گئی کہ وہ N . P . T (NON POLIFERATION TREATY یا عدم توسیعی معاہدے پر دستخط کرکے اس پابندی کو قبول کریں تاکہ آئندہ کوئی ملک جوہری ہتھیار نہ بنائے۔ اس معاہدے پر دنیا کے بیشتر چھوٹے ممالک نے دستخط کردیئے مگر ہندوستان اور پاکستان نے اس پر دستخط نہ کئے۔ ہندوستان نے این پی ٹی کا معاہدہ موجود ہوتے ہوئے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا مگر اقوام متحدہ یا P-5 کے ممالک نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام اس کے بعد شروع کیا کہ اس کے بغیر برصغیر میں طاقت کا توازن بگڑنے کا احتمال تھا اور دوسرے پاکستان کیلئے قومی سلامتی کی خاطر ایٹمی طاقت کا حصول ناگزیر ہوگیا تھا۔ وہ پانچ ممالک جنہیں NPT سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس اور چین تھے۔ پاکستان نے این پی ٹی پر دستخط کرنے سے انکار ۱۹۶۸ء میں ہی ان وجوہات کی بنا پر کردیا تھا کہ جب تک برازیل، ارجنٹینا، جنوبی افریقہ، اسرائیل اور بھارت جو کہ اپنا جوہری پروگرام کافی آگے تک لے جاچکے تھے دستخط نہیں کرتے، پاکستان دستخط نہیں کرے گا۔ اس فیصلے نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بننے میں بہت مدد دی اور یہ اچھا اور بروقت فیصلہ تھا۔ اپنے ۱۱ اور ۱۳ مئی ۱۹۹۸ء کے دھماکوں کے بعد بھارت نے این پی ٹی پر دستخط کرنے کا مشروط عندیہ ظاہر کیا مگر بحیثیت چھٹی جوہری طاقت کے کہ اسے دوسرے ایٹمی ممالک کی طرح جوہری ہتھیار رکھنے کی اجازت ہو اس کے نیوکلیائی مراکز معائنے سے مستثنیٰ ہوں اور اسے مزید نیوکلیر ٹیکنالوجی کے حصول پر کوئی پابندی نہ ہو، چونکہ این پی ٹی ایک محدود شرائط کا معاہدہ ہے۔ جس میں ایٹمی ممالک اور غیرایٹمی ممالک کی تخصیص ان الفاظ کے ساتھ کردی گئی ہے کہ جنرل اسمبلی کی توثیق کے بعد اور کوئی ملک ایٹمی کلب کا ممبر نہیں بن سکتا۔ این پی ٹی پر دستخط کرنے سے بھارت کو ایٹمی طاقت بننے یا سیکورٹی کونسل کا چھٹا مستقل ممبر بننے کی خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ P-5 کے ممالک ایسی کوئی شرائط قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔

سی ٹی بی ٹی یا COMREHEHSIVE TEST BAN TREATY اور اس کے لئے امریکی دباؤ ۔ پاکستان ۱۹۸۴ء سے ایٹمی دھماکہ کرنے کی اہلیت حاصل کرچکا تھا ۔ مگر اس نے اپنا پروگرام لیبارٹری ٹیسٹ یا کمپیوٹر کے تجربات تک محدود رکھا اور دھماکہ کرنے میں پہل نہیں کی ۔ پاکستان کے جوہری پروگرام کی تفصیلات امریکی حکومت اپنی ایجنسیوں کی توسط سے معلوم کرچکی تھی اور تمام مراحل سے آگاہ تھی مگر افغان جنگ کی وجہ سے تمام پابندیاں صدرامریکہ کے سال بہ سال سرٹیفکیٹ جاری ہوجانے کی وجہ سے پاکستان کو فوجی اور اقتصادی امداد ملتی رہی ، مگر روس کے افغانستان سے واپسی کے معاہدے کے دستخطوں کے ساتھ ہی امریکی حکومت نے اپنا رویہ بدل لیا اور پاکستان کی تمام امداد کو سی ٹی بی ٹی سے مشروط کردیا اور یہ دباؤ سال بہ سال بڑھتا رہا کہ پاکستان سی ٹی بی ٹی پر صرف دستخط ہی نہ کرے بلکہ اپنے جوہری پروگرام کو ہی ختم کردے جوکہ ظاہر ہے کسی غیرت مند قوم کو قابل قبول نہیں ہوسکتا تھا ۔

اس وقت بھارت اور پاکستان دونوں نیوکلیر پاورز (P-5) آٹھ ترقی یافتہ صنعتی ممالک (امریکہ ، برطانیہ ، فرانس ، جرمنی ، اٹلی ، کینیڈا ، جاپان اور چین) (G-8) اور سیکورٹی کونسل کے دباؤ میں ہیں کہ دونوں ممالک سی ٹی بی ٹی پر جلد دستخط کردیں ۔ اس ضمن میں امریکی حکومت کا کردار سب سے نمایاں رہا ہے ۔ امریکہ نے دوسرے بڑے ممالک کو ساتھ ملاکر اس معاہدے کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے ۱۸۰ ووٹوں سے پاس کروایا ۔ اور اس کی خواہش ہے کہ اس معاہدے کو ستمبر ۱۹۹۹ء سے پہلے بھارت ، پاکستان اور اسرائیل سے دستخط کرواکے اس کی توثیق کروالی جائے تاکہ اس تاریخ کے بعد مزید ترامیم کی ضرورت نہ رہے ۔ اس معاہدے پر پانچ ایٹمی طاقتوں کے علاوہ بھارت ، پاکستان اور اسرائیل کے دستخط اس لئے ضروری ہیں کہ معاہدہ اقوام متحدہ میں پیش ہونے کے وقت بھارت ، پاکستان اور اسرائیل تینوں ایٹمی طاقت بننے کے نزدیک تھے یا وہ مقام حاصل کرچکے تھے ۔ مئی ۱۹۹۸ء کے پاک بھارت ایٹمی دھماکوں کے بعد جولائی اور اگست کے مہینے اس لحاظ سے امریکی حکومت کے لئے بے حد اہمیت کے حامل رہے کہ مسٹر سٹروس ٹالبوٹ نے دوبار بھارت اور پاکستان کا دورہ کیا ۔ مگر دونوں دورے لاحاصل رہے ۔ بھارتی مؤقف کا مرکزی نقطہ مول تول اور چھٹی ایٹمی طاقت اور سیکورٹی کونسل کی مستقبل سیٹ کے حصول تک محدود رہا اور تمام سودا بازی اسی مقصد کیلئے کی گئی ۔ مگر پاکستان کا نقطہ نظر بھارت سے مختلف ہے ، چونکہ بلاسوچے سمجھے سی ٹی بی ٹی پر دستخط پاکستان کے لئے خطرات سے پر ہیں ۔ اس لئے کسی پابندی کی نرمی ، اقتصادی امداد کا اجرا یا ملک کی سیکورٹی کے لئے کسی قسم کی ایٹمی چھتری کے وعدے پاکستان کے لئے قابل اعتماد نہیں کہ گذشتہ کئی موقعوں پرامریکہ وعدہ شکنی کرچکا ہے ۔ پہلی عہد شکنی امریکہ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران کی جب کہ پاکستان ، امریکہ کے ساتھ سیٹو اور سینٹو کا ممبر بھی تھا ۔امریکہ نے پاکستان کے لئے تمام فوجی امداد روک

کر دوست نہیں بلکہ دشمن کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں جب کہ روس کھلے بندوں بھارت کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرچکا تھا اور پاکستان کو دولخت کرنے کے درپے تھا۔ امریکی طیارہ بردار جہاز خلیج بنگال میں آگے پیچھے ہوتا رہا، یہاں تک کہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ بعد کے تجزیوں سے اس بات کے حوالے ملتے ہیں کہ امریکہ درپردہ چاہتا تھا کہ بنگلہ دیش علیحدہ مملکت کی صورت میں دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ پاکستان میں امریکیوں کے خلاف شدید نفرت کی بنیادی وجہ یہی وعدہ خلافیاں ہیں جو صرف پاکستانی عوام کے ضمیر کو جھنجوڑتی رہی ہیں۔ ضمیر کی یہ خلش کسی حکمران نے کبھی محسوس نہیں کی بلکہ امریکہ کی خوشنودی ہمیشہ اس کا مطمح نظر رہا۔ اور یہ صورت آج بھی قائم ہے۔ چونکہ امریکہ کا ٹریک ریکارڈ قابل اعتبار نہیں اس لئے کسی دباؤ، لالچ یا وعدوں پر قومی سلامتی خودمختاری اور جغرافیائی آزادی جیسے اہم مسئلے کو امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے قربان کردینا۔ حب الوطنی نہیں ملک دشمنی کے مترادف ہوگا۔ CTBT پر دستخط کرواکے امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان ایٹمی ہتھیار بنانے کے تجربے بند کردے۔ میزائل تیار کرنے، انکی تنصیب یا افواج پاکستان کو ان کے اجرا کا سلسلہ روک دے۔ ایٹمی ہتھیاروں میں استعمال ہونے والے مواد یا اس کی تیاری ترک کردی جائے اور یہ مواد تک اپنے پاس نہ رکھنے اور حساس نوعیت سامان اور ٹیکنالوجی کے حصول کیلئے دوسرے ملکوں کے ساتھ تمام تعلقات منقطع کردیئے جائیں اور دستخط کرنے کے بعد پاکستان اپنے تمام ایٹمی مراکز، انسپکٹروں کے معائنے کےلئے کھول دے۔ وہ قوم جس نے اپنی تمام تر اقتصادی مجبوریوں اور تکلیفوں کے باوجود یہ مقام حاصل کیا ہو کیا چند سو ملین ڈالروں کے عوض اسے قربان کردے گی جب کہ بڑا خطرہ قومی سلامتی کو لاحق ہورہا ہو؟ سوال کا جواب سوال میں موجود ہے اور کوئی حکمران یہ جرات شاید ہی کرسکے۔ ایسے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر پاکستان کونسا راستہ اختیار کرے۔ پاکستان کا موجودہ مؤقف یہ ہے کہ وہ اس وقت تک سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرے گا جب تک بھارت اس پر دستخط نہ کردے۔ ظاہری طور پر بھارت اپنے دستخط کرنے کے جواز میں یہ وجوہ پیش کرتا ہے کہ جب تک پانچوں ایٹمی طاقتیں اپنے تمام جوہری ہتھیار تلف نہیں کردیتیں۔ بھارت دستخط نہیں کرے گا۔ پاکستان اگر بھارتی مؤقف سے اپنے آپ کو علیحدہ کرکے کوئی فیصلہ کرنا چاہے تو اس کےلئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ پہلا یہ کہ غیر مشروط طور پر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کردے۔ قطع نظر اس کے کہ بھارت کیا فیصلہ کرتا ہے۔ دوسرے بھارت کے دستخط کرنے کے باوجود سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے علیحدگی اختیار کرے اور دستخط نہ کرے اور تیسرے اپنی موجودہ پوزیشن پر قائم رہتے ہوئے بھارت کے بعد دستخط کردے۔ اگر دیکھا جائے تو پاکستان نے ماضی قریب میں این پی ٹی پر دستخط نہ کرنے کے باوجود اپنے طور پر جنوبی ایشیا میں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کو روکنے کےلئے کئی اقدامات کئے جسمیں ۱۹۸۹ء میں یورنیم کی

افزودگی کو کم کر کے ۲۰ فیصد کی محفوظ سطح تک لے آیا ۔ پاکستان اس خود ساختہ پابندی پر ایک عرصے تک عمل کرتا رہا ، مگر پریسلر ترمیم ٹس سے مس نہ ہوئی اور تمام پابندیاں بدستور پاکستان پر لگی رہیں ۔ پاکستان نے اپنے وعدے کا پاس کرتے ہوئے کسی دوسرے ملک کو ایٹمی ٹیکنالوجی مہیا نہیں کی ۔ مگر اس بات کا بھی کسی نے نوٹس نہ لیا کہ ۱۹۸۴ء میں ایٹم بم بنا چکنے کے باوجود پاکستان نے دھماکہ کرنے میں پہل نہیں کی اور پھر کچھ پس و پیش کے بعد اور (G-8) ممالک کا بھارت کے لئے نرم رویہ اور پاکستانی عوام کے دباؤ سے مجبور ہو کہ پاکستان کو بھی ایٹمی دھماکہ کرنا پڑا جو کہ وقت کی بہت بڑی ضرورت تھی ۔ گیارہ اور اٹھائیس مئی کے درمیان بھارتی رہنماؤں کی زبان اور بیانات دیکھنے ، سننے سے تعلق رکھتے تھے ۔ بھارت کے اس غبارے سے ہوا ۲۸ مئی پاکستانی دھماکوں نے نکال دی ۔ اور ساتھ ہی بھارتی نیتاؤں کے طرز تخاطب نے بھی ایک الٹی زقند لگائی اور وہ دوستی اور بھائی چارے کی باتیں کرنے لگے ۔

اپنے جغرافیائی محل وقوع کے باعث پاکستان ایشیا کے ایک بے حد حساس خطے میں واقع ہے اسکی شمالی سرحدیں چین سے ملتی ہیں ۔ مشرق میں بھارت ہے ، مغرب میں افغانستان ، جنوب مغرب میں ایران اور جنوب میں بحیرہ عرب اور بحرہند ہے جہاں سے تمام سمندری راستے ہو کر گذرتے ہیں ۔ سنٹرل ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کے لئے قریب ترین بندرگاہیں کراچی اور گوادر ہیں ۔ پاکستان خلیج فارس کے دہانے پر واقع ہے اور خلیجی ریاستوں کا قریب ترین ہمسایہ ہے ۔ پاکستان کی مشرقی سرحدیں ایک ایسے ملک سے ملتی ہیں جو آبادی کے لحاظ سے پاکستان سے سات گنا بڑا ۔ فوجی لحاظ سے پانچ گنا زیادہ طاقت ور اور علاقائی سطح پر چھوٹے ممالک پر برتری قائم رکھنے کا شدید خواہشمند ۔ پاکستان سے خصوصی دشمنی کی وجہ سے اس کا علیحدہ اسلامی تشخص اور ان علاقوں کو دوبارہ بھارت میں ضم کرنے کی خواہش جو کہ بھارتی نیتاؤں کے اعصاب پر دیوانگی کی حد تک سوار رہی ہے اور اب بھی ہے ۔ ان حالات میں NUCLEAR DETERRENT یا جوہری مزاحمت ہی وہ راستہ ہے جو پاکستان کی قومی سلامتی کا ضامن بن سکتا ہے اور اس کیلئے میرے نزدیک اوپر دی ہوئی دوسری آپشن پاکستان کے لئے بہترین انتخاب ہوگا ۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ جوہری ہتھیار دونوں طرف نہ ہونے کی صورت میں ہم اپنے سے پانچ سات گنا بڑے دشمن کو روایتی ہتھیاروں سے شاید فاصلے پر نہ رکھ سکیں اور اپنی آزادی کھو بیٹھیں ۔ یہ مشکل راستہ ہے مگر ایسے حالات میں مشکل مقامات قوموں کے راستے میں آیا ہی کرتے ہیں ۔ اگر آزادی اور سالمیت چاہئیے تو یہ پابندیاں تو برداشت کرنا ہونگی ۔

فروری ۲۰۰۸ء